نکاحِ مسنون کے شخصی واجتماعی مصالح اور منافع

محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ

مرسل: مولانا محمد عمران ولی

ماہ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ میں جامعہ کے قدیم استاذ اور شعبہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد کے نگران، والد محترم حضرت مفتی محمد ولی درویش رحمہ اللہ کے آبائی علاقہ میں واقع ''مکتبہ ابی یوسف'' میں کتب کی صفائی اور ترتیب کے دوران چند منتشر، قدیم اور بوسیدہ اوراق پر نظر پڑی، اُٹھا کر دیکھا تو یہ حضرت محدث العصر علامہ محمد سید یوسف بنوری رحمہ اللہ کا ایک قیمتی مقالہ تھا جو ''نکاح مسنون کے شخصی واجتماعی مصالح ومنافع'' پر مشتمل تھا، درحقیقت حضرت رحمہ اللہ نے بتقریب تہنیت نکاح شریفہ بانو دختر نیک اختر جناب غلام حسین احمد بٹلر ایڈووکیٹ خطاب فرمایا، جس کو بعد میں تحریر کا جامہ پہنایا گیا، یہ مختصر لیکن مفید تر تحریر قند مکرر کے طور پر افادۂ عام کے لیے ہدیۂ قارئین ہے۔

أعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم ، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

''وَمِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ''۔ (الروم:۲۱)

''اور اللہ کی (قدرت وحکمت کی) نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں میں سے تمہارے لیے جوڑے پیدا کیے، تاکہ تم ان سے سکون واطمینان حاصل کرو اور میاں بیوی میں مہر ومحبت پیدا کردی (تاکہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک بنو) بے شک اس (ازدواجی نظامِ زندگی) میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے (قدرت وحکمت کی) بہت بڑی دلیلیں ہیں''۔

بزرگو اور بھائیو! اللہ پاک نے اس آیت کریمہ میں ازدواجی نظامِ زندگی کی بہت سی حکمتوں کا تذکرہ فرمایا ہے اور اس عقدِ مسنون اور شرعی رشتہ کے عظیم ترین منافع کی تصریح فرمائی ہے۔ اور اس عجیب وبے مثل نظام کے ضمن میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے خدائے بزرگ وبرتر کی بے مثال قدرتِ آفرینش کی جو روشن دلیلیں کارفرما ہیں، اُن کی طرف یہ اشارہ فرمایا ہے۔ ذیل میں ہم ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر ان کا اجمالی تذکرہ کریں گے۔

۱:......اس میں شک نہیں کہ انسان کے لیے دنیا کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ قلبی سکون اور

نفسیاتی اطمینان کے ساتھ آسودہ زندگی بسر کر سکے۔ درحقیقت اطمینانِ قلب اور سکونِ نفس اتنی بڑی نعمت ہے کہ دنیا کی کوئی نعمت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، چنانچہ ایک انسان کو اگر دولت وثروت اور جاہ ومنصب سب کچھ حاصل ہو اور راحت وآسائش کے تمام تر وسائل اس کے پاس موجود ہوں، لیکن دل کا چین اور اطمینان اس کو میسر نہ ہو تو یہ مال ودولت اور اعلیٰ سے اعلیٰ جاہ ومنصب سب بے کار اور ہیچ ہیں اور اگر ان میں سے کوئی چیز بھی میسر نہ ہو، لیکن دل کا سکون اور نفس کا اطمینان اس کو حاصل ہو تو اس سے آسائش زندگی میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا اور آسودہ زندگی بسر ہو جاتی ہے، اس لیے کہ ان تمام وسائل زندگی کا اصل مقصد سکون واطمینان ہے، اگر وہ ان کے بغیر ہی کسی ذریعہ سے میسر آجائے تو مقصد حاصل ہے، لہٰذا اللہ پاک نے اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ نکاح کا حقیقی مقصد سکون واطمینانِ قلب اور جنسی خواہشات کے ہیجان سے آسودگی ہے، اس لیے کہ نفس میں عمر کے ایک مخصوص حصہ میں پہنچ کر صنفی خواہشات اور حسین تمناؤں کا ایک طوفان برپا ہوتا ہے اور ان کے حصول کے لیے انسان کا خیال ہر وقت بھٹکتا پھرتا ہے، لیکن جہاں اُسے کوئی خوش سیرت، قبولِ صورت رفیقۂ حیات میسر آئی اور صنفی خواہشات کی تسکین ہوئی، فوراً تمناؤں کا طوفان اور اس کے ساتھ آوارگیِ خیال ختم ہو جاتا ہے اور سکونِ نفس کے ساتھ آسودگیِ خیال میسّر آجاتی ہے۔ چنانچہ علمائے نفسانیات واجتماعیات نے عقلی دلائل وبراہین سے اس پاکیزہ رشتہ اور خوشگوار وابستگی کی اس خصوصیت کو ثابت کیا ہے، لہٰذا ازدواجِ شرعی اس سکون واطمینان کے حاصل کرنے کے لیے نہایت مؤثر وسیلہ ہے۔

۲:...... جس طرح مقوی اور لذیذ غذائیں جسم کی خوراک ہیں اور کام ودَہن ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں، بالکل اسی طرح روح کی غذا باہمی انسیت ومحبت ہے اور دل اس سے لذت اندوز ہوتا ہے، اسی لیے انسان فطری طور پر چاہتا ہے کہ وہ کسی سے محبت کرے اور کوئی اس سے محبت کرے، جو دل اس مہر ومحبت کے جذبہ سے آشنا نہ ہو، وہ گوشت کا ایک بے جان لوتھڑا یا پتھر کا ایک بے حس ٹکڑا ہے، رشتۂ ازدواج اس جذبۂ محبت کی تسکین، غذائے روح اور لذتِ قلب ونظر کے حصول کا ایک نہایت پاکیزہ وسیلہ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات بہ تقاضائے فطرت اور غذائے روح اس شرعی رشتہ کے بغیر بھی میسر آجاتی ہے، لیکن وہ کبھی پھولتا پھلتا نہیں اور پائیدار وپاکیزہ لذت وسرور اس سے ہرگز میسر نہیں آتا، چہ جائیکہ وہ دین ودنیا میں سرخروئی اور برکت وسعادت کا موجب ہو۔ تجربہ شاہد ہے کہ یہ جذبۂ محبت جب شریعت مقدسہ کے سرچشمہ سے سیراب ہو کر بار آور ہوتا ہے تو ایسے بے مثل اور سدابہار پھل، پھول اس پر لگتے ہیں کہ انسانی روح اس کے لطف وسرور سے ہمیشہ سرشار رہتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض اوقات اس شرعی رشتہ اور وابستگی کے باوجود زوجین میں باہمی محبت وانسیت نہیں پیدا ہوتی، بلکہ اس کے برعکس یہ شدید عداوت ونفرت اور بیزاری کا سبب بن جاتا ہے، لیکن اس کا اصلی سبب طرفین کی خباثتِ نفس اور فطری کج روی ہوتی ہے نہ کہ یہ مقدس رشتہ، بالکل اسی طرح جیسے بعض اوقات ماں کے پیٹ سے صحیح سالم بچہ پیدا ہونے کے بجائے لولا لنگڑا، گونگا، بہرا بچہ پیدا ہو جاتا ہے، ظاہر ہے کہ اس میں شکمِ مادر (ماں کے پیٹ) کا کوئی

قصور نہیں، مادہ کی خرابی اس کا سبب ہے، یہ وہ اسرار و رموز ہیں جن کو پیدا کرنے والا ہی جانتا ہے۔

۳:...... رشتۂ ازدواج ایک ایسا ضروری اور لابدی رابطہ ہے کہ جس طرح انسان کو اپنی روحانی اور جسمانی شخصی زندگی میں سکونِ قلب کے حصول کے لیے اس کی ضرورت ہے، اسی طرح اس کو گھریلو زندگی اور اس کے لوازمات یعنی غذا، لباس، مسکن اور دیگر ضروریاتِ خانہ کے انتظام، بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت، مہمانوں اور عزیزوں کی مدارات وغیرہ امورِ خانہ داری کے لیے بھی ایک سلیقہ مند اور وفا شعار شریکِ زندگی کی سخت ضرورت ہے اور یہ وہ کام ہیں جو نوکروں، ماماؤں اور اتالیقوں سے کماحقہٗ ہرگز انجام نہیں پاسکتے، چنانچہ ایک نیک اور فرماں بردار بیوی جس طرح اپنے شوہر کے لیے ایک مخلص اور ہمدرد رفیق ہوتی ہے، اسی طرح اس کی گھریلو عزت وآبرو کی محافظ اور اس کے بچوں کے لیے ایک مہربان ماں کا کردار ادا کرتی ہے، جس کے آغوشِ شفقت میں بچے پرورش پاتے ہیں اور وہ اپنے آرام وآرائش کو ان کی راحت وآسائش پر قربان کرتی ہے اور باپ کو خبر بھی نہیں ہوتی، غرض بچوں کے لیے آغوشِ مادر اور گھر کے لیے زینتِ خانہ بیوی وہ نعمت ہے جس کا کوئی بدل نہیں ہوسکتا۔

۴:...... بسا اوقات انسان ایسا بیمار پڑ جاتا ہے کہ وہ خود اپنی حوائج ضروریہ بھی اپنے ہاتھ سے پوری نہیں کرسکتا، ایسے وقت اور ایسی حالت میں ایک حیادار اور ایمان دار آدمی اپنے قریب سے قریب ترین رشتہ دار اور جگری دوست سے بھی یہ خدمت نہیں لے سکتا کہ یہ حیا اور ایمان کے قطعاً منافی ہے۔ یہی وہ وقت ہے کہ جس میں بجز ایک وفادار بیوی کے اور کوئی کام نہیں آسکتا۔ جس شفقت ومحبت اور لگن کے ساتھ بیوی اپنے بیمار شوہر کی خدمت کرسکتی ہے اور کوئی نہیں کرسکتا۔ باقی جن لوگوں کو شرم وحیا اور حلال وحرام سے کوئی واسطہ نہیں اور نوکروں، بیروں اور نرسوں کی کوئی پروا نہیں، بلکہ عریانی وبے حیائی ان کے نزدیک داخلِ تہذیب ومعاشرت ہے، وہ ہمارے دائرۂ بحث سے خارج ہیں، ہمارا خطاب ایماندار مسلمانوں سے ہے۔ غرض بوقتِ مرض تیمارداری کے لیے ایک وفادار اور خدمت شعار بیوی، رشتۂ ازدواج کی وہ منفعت عظمیٰ ہے کہ جس کا کوئی بدل نہیں ہوسکتا۔

۵:...... اولاد کی خواہش انسانی فطرت کا ایک زبردست فطری تقاضا ہے، ایک لاولد انسان کی نظروں میں مال ودولت اور جاہ ومنصب حتیٰ کہ تاج وتخت اور ملک وحکومت بھی ہیچ ہوتے ہیں۔ اولاد انسان کے وہ چلتے پھرتے جگر کے ٹکڑے ہیں، جن کو دیکھ کر انسان کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل باغ باغ ہوتا ہے۔ اسی اولاد اور اس کی فلاح وبہبودی کی خاطر انسان مال ودولت، زمین، جائیداد اور زیادہ سے زیادہ راحت وآسائش کے سامان مہیا کرنے میں سر کھپاتا ہے، مشقتیں اور مصیبتیں اٹھاتا ہے اور رات دن لگا رہتا ہے، بلکہ اواخر عمر میں تو انہی جگر کے ٹکڑوں کے لیے زندہ رہنا چاہتا ہے، اس لیے ایک بے اولاد انسان کی زندگی بالکل سونی اور ویران ہوتی ہے۔ اس اولاد کے حصول کا واحد ذریعہ دنیا کی تمام قوموں کے نزدیک مسلمہ طور پر رشتۂ ازدواج اور جائز بیوی ہے، یہی وہ مسئلہ ہے کہ جس پر مؤمن وکافر، دیندار وبے دین تمام

دنیا کی قومیں متفق ہیں۔ لہٰذا نکاح اور جائز رشتۂ ازدواج کی سب سے بڑی منفعت ''حصولِ اولاد'' ہے۔

۶:...... دنیا میں صالح اولاد اور اس کی ایسی تعلیم وتربیت کہ وہ سوسائٹی اور قوم کے لیے قابلِ فخر، ہنرمند، ہونہار، علم وفضل اور پاکیزہ اخلاق واعمال سے آراستہ فرزند بن سکیں، جس طرح دنیاوی اعتبار سے ہر انسان کا فریضہ ہے۔ اسی طرح دینی ومذہبی اعتبار سے سچی، ایماندار، دیندار، پابندِ صوم وصلوٰۃ، نیک کردار، خوش اخلاق اولاد وہ صدقۂ جاریہ ہے کہ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی ان کے تمام تر پاکیزہ اخلاق واعمال سے ماں باپ کو بے شمار اجر وثواب ملتا رہتا ہے، بلکہ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) بھی قیامت کے دن پروردگار کے دربار میں اپنی نیکوکار اور دیندار امت کی کثرتِ تعداد پر فخر فرمائیں گے، جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''تم بہت محبت کرنے والی، کثیر الاولاد قسم کی لڑکیوں سے شادی کرو، اس لیے کہ میں قیامت کے دن تمام امتوں کے سامنے تمہاری کثرتِ تعداد پر فخر کروں گا۔'' (مشکوٰۃ، کتاب النکاح، ص: ۲۶۷، قدیمی)

دنیا میں بھی کسی قوم کے بقاواستحکام اور عالمگیر وسعت وقوت کا واحد ذریعہ افزائش نسل کی توسیع اور ہمت افزائی ہے، نہ کہ افزائشِ اولاد کی تحدید وتقلیل، لہٰذا یہ رشتۂ ازدواج دنیا اور آخرت دونوں میں کثرتِ اجر وثواب اور تقویتِ ملک وملت کا واحد ذریعہ ہے۔

۷:...... ازدواجی اور عائلی زندگی کے میدان میں قدم رکھ کر اس کے مصائب وآفات اور مشکلات وموانع کا مردانہ وار مقابلہ کرنے سے ہی انسان کی قوتِ فکر وتمیز اور عقل وخرد کی تربیت ہوتی ہے، تجربہ اور معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور علم وحکمت اور تدبر وتفکر کے منتہائے کمال پر پہنچنے کی استعداد پیدا ہوتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ضبط وتحمل، بردباری، عاقبت اندیشی اور باریک بینی وغیرہ وہ انسانی فضائل وکمالات ہیں جو گھریلو زندگی کے آزمائشی دور سے گزرے بغیر پیدا نہیں ہوسکتے اور عقدِ مسنون اس کا واحد ذریعہ ہے۔

مختصر یہ کہ دنیوی ودینی، جسمانی وروحانی، ذہنی وعقلی، شخصی اور اجتماعی اتنی بے شمار منفعتیں اور برکتیں اس نکاحِ شرعی اور عقدِ مسنون میں مضمر ہیں کہ زبان وقلم ان کے بیان سے قاصر ہیں، اسی لیے شریعتِ اسلامیہ نے اس کو انتہا درجہ آسان اور سہل الحصول کیا اور حکومت وعدالت کی گرفت سے آزاد اور صرف باہمی رضامندی اور شرعی شہادت پر اس کا مدار رکھا ہے۔ اللہ پاک نے اس آیت کریمہ میں ان تمام مصالح وحکم اور منافع وفوائد کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ آیت اربابِ عقل وتمیز کو غور وفکر کی دعوت دیتی ہے۔

باقی رہی انسانی تخلیق وولادت کا وہ عجیب اور غریب نظام اور حکمت وقدرتِ الٰہی کے وہ کرشمے جو اس میں کارفرما ہیں کہ انسانی فکر اور قوتِ اختراع وایجاد اور سائنسی وصنعتی ترقی نہ صرف اس کا بدل نہیں پیدا کرسکتی، بلکہ اس میں دخل بھی نہیں دے سکتی کہ اپنے ارادہ اور اختیار سے لڑکا یا لڑکی پیدا کرے یا کسی اور ذریعہ سے اولاد پیدا کرے اور اس کی پہلی منزل ازدواجِ شرعی ہے۔ سو یہ تو ایک ایسا مضمون ہے کہ ساری زندگی بھی انسان لکھتا رہے تو ایک ذرہ برابر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔